والے مجاہدین کے ساتھ مکمل یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے ایک قرارداد کے ذریعہ ان کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا گیا۔

عراق پر امریکی حملہ اور جامعہ ازہر کا فتویٰ

مصر اور عالم عرب میں الازہر یونیورسٹی کے فتویٰ نے ایک تہلکہ مچا دیا ہے۔ امریکی خفیہ ایجنسیوں کی طرف سے فتویٰ کمیٹی کے سربراہ شیخ علی ابوالحسن کو دھمکیاں مل رہی ہیں۔ مصر کے علاوہ دیگر عرب ملکوں کے علما اور دانش وروں میں بھی ایک ہل چل مچی ہوئی ہے۔ عالمی صہیونیت کے علم بردار شیخ پر الزام لگا رہے ہیں کہ انہوں نے امریکی فوجیوں کے قتل کا فتویٰ دیا ہے جس سے ڈیڑھ لاکھ امریکی فوج کے لیے خطرہ پیدا ہو گیا ہے جو اس وقت مشرق وسطیٰ میں عراق پر حملے کے لیے جمع ہے۔

شیخ کا کہنا ہے کہ صہیونی ان کے فتوے کو غلط رنگ میں پیش کر رہے ہیں چنانچہ لندن اور جدہ سے شائع ہونے والے ویکلی ''المجلہ'' کے نمائندے عوض الغنام اور احمد الخطیب نے مفتی الازہر اور فتویٰ کمیٹی کے سربراہ شیخ علی ابوالحسن کا انٹرویو لیا اور ان سے اصل حقیقت دریافت کی جس کی تفصیل یہ ہے:

سب سے پہلے یہ سوال کیا گیا کہ آپ کا اصل فتویٰ کیا تھا؟ شیخ علی نے بتایا کہ عالمی صہیونیت مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے ہر جائز اور ناجائز حربہ استعمال کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ میرے فتوے کو بھی توڑ مروڑ کر غلط معنی پہنائے گئے ہیں۔ ہم نے کہا تھا کہ اگر عراق پر حملہ کسی جارحیت کے جواب میں ہوا یا کسی حق دار کو اس کا حق دلانے کے لیے ہوا تو یہ انصاف کی بات ہوگی اور شرعاً یہ جائز ہوگا۔ اگر امریکہ عراق پر حملہ اس لیے کرتا ہے کہ وہ ایک مسلمان ملک ہے اور وہ اس پر قبضہ کر کے دولت لوٹنا چاہتا ہے تو پھر امریکی فوجیوں کا خون مباح ہے اور ان سے لڑنا اور قتل کرنا جہاد ہوگا۔ یہاں امریکی ہونے کی وجہ سے کسی کے قتل کا فتویٰ نہیں ہے بلکہ ایک کمزور مسلمان قوم کے خلاف جارحیت کرنے والوں کے خون کو مباح قرار دیا گیا ہے۔

''آپ ہی نے ۱۹۹۰ء میں فتویٰ دیا تھا کہ ''ڈیزرٹ سٹارم'' میں امریکی فوج کا ساتھ دینا جائز ہے مگر اب آپ اس کے خلاف فتویٰ دے رہے ہیں تو یہ تناقض نہیں ہے؟'' اس سوال پر شیخ علی ابوالحسن نے کہا کہ اس وقت عراق نے اپنے برادر ملک کویت کے خلاف جارحیت کی تھی۔ امریکہ عراق کو اس سرکشی کی سزا دے کر کویت کے مسلمانوں کو ان کا حق دلا رہا تھا اور یہ از روئے قرآن جائز ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں مفتی الازہر نے کہا کہ عراق کو غیر مسلح کرنا تو ایک بہانہ ہے۔ دراصل بش نے عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے جو افغانستان سے ہوتے ہوئے اب عراق تک آن پہنچی ہے اور اگر عالمی صہیونیت کے مفاد میں لڑی جانے والی یہ صلیبی جنگ یہاں نہ رکی تو کل یمن کی باری، پھر کسی اور مسلمان ملک کی۔

اس سوال کے جواب میں کہ بش نے معذرت کے ساتھ کروسیڈ کے الفاظ واپس لے لیے تھے، شیخ نے کہا کہ جارج بش ایک طاقت ور ملک کے سربراہ ہیں، جلدی میں سچ ان کی زبان پر آ گیا۔ قرآن کہتا ہے: ''نفرت اور بغض

ان کی زبانوں پر آ گیا ہے، مگر جو کچھ ابھی ان کے سینوں میں بھرا ہے، وہ اس سے بھی بڑا ہے۔'' امریکی اور اسرائیل کے صہیونی تو اسلام کو سب سے بڑا خطرہ کہتے ہیں۔

اس سوال پر کہ امریکی فوج کے ساتھ کوئی سپاہی اپنے ملک کے حکم پر عراق کے خلاف لڑتا ہے تو جائز ہوگا؟ شیخ نے کہا کہ ہمارا وطن دین اسلام ہے۔ ہم اپنی اسلامی سرزمین کا دفاع تو ضرور کریں گے مگر مسلمان کا وطن تو سارا جہاں ہے، وہ تو صرف حق اور سچ کا ساتھ دیتا ہے۔

شیخ سے پوچھا گیا کہ آپ کے اس فتوے پر ہنگامہ کھڑا ہو گیا ہے، آپ کے ملک کی سیاسی قیادت آپ سے ناراض نہیں ہوئی؟ تو انہوں نے کہا کہ مصر کی سیاسی قیادت حقائق سے آگاہ ہے۔ پھر شیخ الازہر بھی تو فرما چکے ہیں کہ عراق کے خلاف مدد ناجائز ہے۔ سب کو علم ہے کہ عالم اسلام اپنی تاریخ کے مشکل ترین مرحلے سے گزر رہا ہے۔ اسرائیل کے پاس بھی تو بڑی تباہی کا اسلحہ ہول ناک مقدار میں موجود ہے مگر بش کو صرف مسلمانوں کا اسلحہ نظر آتا ہے۔

امریکہ بھی تو ۱۱ ستمبر کی دہشت گردی کے نتیجے میں اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اس سوال کے جواب میں الازہر یونیورسٹی کی فتویٰ کمیٹی کے سربراہ نے کہا کہ جارج بش نے بغیر تحقیق کے ہی اسامہ بن لادن کو ملزم ٹھہرایا۔ پھر اس ایک فرد کو سزا دینے کے لیے لاکھوں افغانیوں کو موت کی نیند سلا دیا اور اب باقی اسلامی ملکوں کو نشانہ بنا رہا ہے۔ یہ انصاف نہیں، ظلم ہے۔ ایک فرد کی وجہ سے پوری اسلامی دنیا کو سزا دینا صرف یہودیوں کی خواہش ہے جو کبھی پوری نہیں ہوگی۔

پوچھا گیا کہ آپ نے تو یہودیوں کا خون بھی مباح قرار دیا ہے تو شیخ علی نے جواب دیا کہ یہودی اہل کتاب ہیں، جن کا تحفظ اور ان سے نیکی کے لیے تعاون ہمارا ایمان ہے۔ بات دراصل عالمی صہیونیت کی ہے۔ صہیونیوں نے اسلام کو اپنے ذرائع ابلاغ کے ذریعے بدنام کر کے مسلمانوں کے خلاف دنیا میں زہر پھیلا رکھا ہے۔ ہمارا فتویٰ صہیونیوں کی اس عداوت، نفرت اور انتقام کے خلاف ہے۔ ہم نے صرف ان کے خون کو مباح قرار دیا ہے۔ انہوں نے ہی دنیا کے امن کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔

(رپورٹ: ڈاکٹر ظہور احمد اظہر۔ بہ شکریہ روزنامہ ''خبریں'' لاہور)

فاضل عربی کا نصاب اور 'پاکستان عربی سوسائٹی' کی تجاویز

عربی زبان کے ممتاز ادیب اور پاکستان عربی سوسائٹی کے صدر مولانا محمد بشیر نے انٹر بورڈز کمیٹی سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فاضل عربی کے ڈیڑھ سو سالہ پرانے نصاب تعلیم کو تبدیل کر کے اسے نئے حالات اور تقاضوں کے مطابق اس طرح ترتیب دے کہ اسے پڑھنے والے طلبہ اور طالبات عربی زبان اور شرعی علوم کے بنیادی اور ضروری فنون سے واقعتاً آگاہ ہو سکیں۔ انہوں نے کہا کہ فاضل عربی کا نصاب متحدہ ہندوستان میں برطانوی دور حکومت میں اس پس منظر میں مرتب کیا گیا تھا کہ اس کا مطالعہ اور تیاری ایسے طلبہ کرتے تھے جو اس وقت کے دینی مدارس میں پانچ یا چھ سال تک علوم اسلامیہ اور عربی زبان کے جملہ فنون کی باقاعدہ تعلیم حاصل کر چکے ہوتے تھے اس لیے اس وقت کے نوجوان علما